بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۲۹ • شمارہ ۳۸
۱۹ جمادی الثانی • ۲۳ مارچ
۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء

رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبیداللہ انور

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

اس شمارے میں

بدل اشتراک

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
۸۰/-	۴۵/-	۲۵/-

فی پرچہ ۲/- روپے

طابع: منہاج الدین صلاحی مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
ناشر: مولانا عبیداللہ انور
مقام: اندرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور

صدر صاحب!

اسلامی نظام آپ کا منہ تک رہا ہے!

صدر گرامی جناب جنرل محمد ضیاء الحق بالقابہ نے لاکھوں کے اجتماع سے خطاب فرمایا —— ان کا یہ خطاب پشاور جیسے شہر میں ہوا جو شمالی صوبہ کا دارالحکومت ہے۔ افغانستان سے قریب تر ہے اور اس شہر میں ہزاروں ہزار "مہاجرین افغانستان" پناہ لئے ہوئے ہیں —— اس اجتماع کا اہتمام کیوں ہوا؟ اور صدر صاحب نے جلسۂ عام میں تقریر کی زحمت کیوں فرمائی؟ اس کا یقینی جواب تو مشکل ہے، ویسے کہا جا رہا ہے کہ یہ سب سرحدی الیکشن کے سلسلہ میں ہے —— اور صدر گرامی لوگوں کے حالات کا جائزہ اس طرح لینا چاہتے ہیں تاکہ اگر ملک و قوم کی خدمت کے جذبہ سے انہیں خود الیکشن لڑنا پڑے یا اپنے چہیتے ممبران شوریٰ کو الیکشن لڑانا پڑے تو یہ اجتماعات کام آ سکیں۔

وہ جب ملک بچانے کی غرض سے اقتدار میں آئے تو ظاہر ہے ویسے ہی نہیں آئے تھے۔ سابقہ حکومت کے ذمہ دار لوگوں کے منفی طرز عمل کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے جمہوریت نوازوں نے انہیں بلایا بھی تھا اور جب وہ آئے تو انہوں نے الیکشن کا اہتمام کیا لیکن وہ بیل منڈھے نہ چڑھی الیکشن ملتوی ہو گیا، ان کے سیاسی حلیف ناراض بھی ہوتے لیکن جلد ہی راضی ہو گئے —— ان میں سے بعض تو غیر ملکی اشاروں سے متحدہ سیاسی قوت سے الگ ہو گئے، بعض ضیاء صاحب کے ساتھ رہے تاآنکہ لمبے عرصے کے بعد انہیں احساس ہوا کہ ضیاء صاحب عقیدہ و عمل کے اعتبار سے اچھے نہیں۔ یوں ان دیدہ ور اور فراست ایمانی کے مالک سیاسی رہنما

نے اپنا الگ راستہ تجویز کیا — جب سے اب تک سیاسی حضرات تو کوئی ڈھنگ کا کام نہیں کر سکے لیکن صدر صاحب نے کئی معرکے سرانجام دیئے جن میں سب سے بڑا معرکہ مجلس شوریٰ کا قیام ہے جس میں نواب، جاگیردار، وڈیرے اور مراعات یافتہ لوگ تھوک کے حساب سے بھرتی ہوگئے — جس ناہنجار طبقہ کے متعلق ایک بالغ نظر انسان نے "کرسی بہ کرسی" کی بات کہی تھی، اس کو ہم نے ہر جگہ دیکھا اور اب بھی دیکھ رہے ہیں۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ انہی حضرات کے کندھے پر سوار ہوکر کسی الیکشن کا پروگرام ہے۔ ویسے بھی روایت یہی ہے کہ فوجی حضرات ملک کے غم میں اقتدار سنبھالتے ہیں اور پھر ایک عدد سیاسی گروپ تشکیل کرکے کام پکا کر لیتے ہیں۔ ایوب خان نے کنونشن لیگ بنائی، یحییٰ خاں کا معاملہ بعض گروپوں سے طے تھا اور اب شوریٰ لیگ کے امکانات واضح طور پر ابھر رہے ہیں — حضرت پیر صاحب پگاڑا شریف قبلہ جو خیر سے ایک عدد سیاست دان اور ایک عدد سیاسی جماعت کے سربراہ ہیں — وہ اپنی عفت مآب جماعت کی صدارت کے سلسلہ میں صدر صاحب کو کئی مرتبہ دعوت دے چکے ہیں۔ اور اب ان کی جماعت کا جو کنونشن ہو رہا ہے اور جس میں گروہ در گروہ لوگ شریک ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ممبران شوریٰ اور وزراء بھی تشریف لا رہے ہیں۔ ان سے یہ احساس ابھرتا ہے کہ پاکستان کی بانی جماعت اور فوجی حضرات کوئی معاملہ طے کر چکے ہیں — ایک طرف یہ صورت حال ہے دوسری طرف شریعت کے مطابق الیکشن (؟) کی باتیں ہو رہی ہیں۔ غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن پر اصرار ہے۔ ڈپٹی کمشنر جنہیں اہلیت کا سرٹیفکیٹ دیں گے وہ الیکشن لڑیں گے۔ چور، سمگلر اور شرابی ووٹ نہیں ڈال سکیں گے اور ووٹروں کے لئے نماز روزہ کی پابندی ضروری ہوگی۔

جنہیں ڈپٹی کمشنر اہلیت کا سرٹیفکیٹ دیں گے وہ جیسے ہوں گے اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں، رہ گیا چوروں، سمگلروں اور شرابیوں کا مسئلہ تو ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ وہ ووٹ ڈال تو نہ سکیں گے لیکن ووٹ لیں گے وہی، کیونکہ اہلیت کا سرٹیفکیٹ انہیں ہی ملنا ہے۔ کہ ان کے بغیر اس ملک کی گاڑی بقول کسے چل ہی نہیں سکتی — اس کے ساتھ ہی یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ صدر گرامی اسلام میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے وجود کو صحیح نہیں سمجھتے اور نہ ہی ان کے نزدیک جماعتوں کا تصور درست ہے؟ سوال یہ ہے کہ وہ ماشاءاللہ سات برس سے برسر اقتدار ہیں، ان کا سب سے بڑا نعرہ اسلامی نظام کے نفاذ کا تھا — اس سلسلہ میں انہوں نے کیا کیا؟ گذشتہ علماء کنونشن میں ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب نے جب توجہ دلائی کہ صدر صاحب! آپ نے اور ہم نے سبھی نے اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے لہٰذا نظریاتی کونسل جو کام کر چکی ہے اسے فوراً نافذ کر دیا جائے تو صدر گرامی بھڑک اٹھے اور دروغ برگردن راوی — فرمایا کہ چند دن کے لئے آپ نظام حکومت سنبھال لیں — اے کاش! کہ انہوں نے ان سات برسوں میں کوئی ٹھوس اور مثبت کام کیا ہوتا، اسلامی نظام کا مسئلہ کوئی ایسی ٹیڑھی کھیر نہیں جس کو آپ نے ہوّا بنا رکھا ہے — ایک ایک آرڈیننس کے ذریعہ جب آپ بڑے بڑے کارنامے سرانجام دے رہے ہیں تو یہ کام بھی ممکن ہے اور کہیں آسانی سے — دین و دانش سے عاری اور تہی دامن بیوروکریٹس اس ٹھوس اور واضح مسئلہ کو دفتری سرخ فیتہ کا شکار کرکے نہ صرف اپنی بدباطنی کا مظاہرہ کر رہے ہیں بلکہ اس ملک اور قوم کی قسمت سے کھیل رہے ہیں — اور

(باقی پر)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب: علوی

ارشاداتِ نبوّت و رسالت کیسے محفوظ ہوئے

بعض لوگ طریقِ خسروی اختیار کرکے احادیث کا ذخیرہ ملیامیٹ کرنا چاہتے ہیں

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :—

محترم حضرات و معزز خواتین! حضور نبی مکرم علیہ السلام کا امّت پر جو حق ہے اس کا اندازہ تو اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب) یعنی محمد کریم علیہ السلام کا حق لوگوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ ہے — بقول حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ اپنے طور پر آگ میں چھلانگ لگانا خودکشی و جرم ہے لیکن نبی فرمائیں تو دین و ثواب، اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ قرآن میں جابجا رسالت کا ذکر ہے تو اس طرح کہ رسول دنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے — رہ گیا یہ مسئلہ کہ رسول کیا کہتا اور کرتا ہے؟ تو اس کا جواب خود قرآن نے دیا کہ وہ تو جو کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعہ نہ کہ اپنی خواہشات سے (النجم) لیکن ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ بعض لوگ ایسے پیدا ہوگئے جو یہ کہتے نہیں شرماتے کہ نبی علیہ السلام کی تشریعی حیثیت کوئی نہیں، محض اللہ کی کتاب بندوں تک پہنچانا آپؐ کا کام تھا وہ پہنچا کر آپ چلے گئے — اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ○

ایسے لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ مولوی صاحبان نے احادیث کے نام سے جو مجموعے سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں اور جنہیں بڑا مبارک تصوّر کیا جاتا ہے اور اپنی درسگاہوں میں پڑھانا پھر ان کے درس دینا اور لوگوں کو ان کے ذریعہ راستہ دکھانا۔ تو یہ سب باتیں غلط ہیں اس لئے کہ یہ مجموعے کئی سو سال بعد تیار ہوئے جب کئی سو سال بعد طیار ہوئے تو ان کی حیثیت مجروح ہوگئی۔ آج کی صحبت میں اسی عنوان سے چند گذارشات پیش کرنی ہیں تاکہ آپ معلوم کر سکیں کہ جس طرح قرآن کی حفاظت مسلمانوں نے کی، اس کو لکھا، یاد کیا، پڑھایا، پھیلایا — اسی طرح حضور علیہ السلام کے فداکار ساتھیوں اور جان نثاروں نے آپؐ کے ارشادات کی حفاظت کی — جو آپؐ کے نہیں اللہ کے ارشادات تھے۔ لیکن آپ ان کی ترجمانی کے فرائض انجام دیتے۔

صحابہ کرام کا جذبۂ فدائیت

وہ جماعت حقہ راشدہ جنہیں سب سے پہلے نبی کریم علیہ السلام سے دین سیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ان کا حال یہ تھا کہ وہ اپنے محبوب کو وضو کرتے دیکھتے تو پانی نیچے نہ گرنے دیتے۔ آپؐ حجامت کراتے تو بال محفوظ فرما لیتے، کٹے ہوئے ناخن سنبھال لیتے، آپؐ کے جسم اطہر کا پسینہ آپ کی اجازت سے حاصل کرکے بطور عطر شیشوں میں بند کرکے رکھ لیتے۔ جنگ کے میدان میں اپنے آپ کو

بنا کر اپنا جسم چھلنی کرا لیتے، اپنے ہاتھ شل کرا لیتے (جیسا کہ احد میں ہوا)، لیکن حضور علیہ السلام کے جسم اطہر کی طرف تیر چلا جائے' ناممکن —— تو جن حضرات کی فداکاری کا یہ عالم ہو' وہ بھلا آپؐ کے ارشادات طیبات جو قرآن کے شارح تھے، انہیں کیسے نظرانداز کر دیتے؟

قرآن کے ساتھ حدیث کا لکھنا

یہ بات طے ہے کہ حضور علیہ السلام پر وحی آتی تو آپؐ صحابہؓ میں سے کاتب حضرات کو بلا کر لکھوا دیتے، سرکاری طور پر جو کتابت ہو رہی تھی اس کے ساتھ بعض حضرات کا خود اپنے لئے الگ سے نسخہ تیار کرنا بھی ثابت ہے۔ لیکن یہ بھی طے ہے کہ یہ حضرات وضاحتی ارشادات وغیرہ سنتے تو اسے بھی لکھ لیتے۔ بلکہ بعض مقامات پر حضور علیہ السلام نے خود بعض چیزیں لکھوائیں مثلاً فتح مکہ کے موقع پر ۸ھ میں نبی علیہ السلام نے انسانی حقوق پر ایک اہم خطبہ دیا تو اس مجمع میں موجود ابو شاہ نامی یمنی شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ مجھے لکھوا دیں، آپؐ نے حکم دیا اور وہ خطبہ اس کے لئے قلمبند ہوا۔ الفاظ ہیں:-

أُكْتُبُوْهُ لِأَبِيْ شَاهٍ - ابوشاہ کو یہ لکھ دو۔

یا حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کا آتا ہے کہ وہ بعض چیزیں لکھ لیتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق ایسی روایات ہیں جب کہ اس میں بھی شک نہیں کہ آپ نے بعض مواقع پر یہ بھی فرمایا۔ لَا تَكْتُبُوْا عَنِّیْ غَيْرَ الْقُرْآن - کہ قرآن سے علاوہ مجھ سے کوئی چیز نہ لکھو۔

لیکن ان روایات کے درمیان تطبیق و صحیح حالات کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایسا حکم یا تو ابتدا اسلام میں تھا جبکہ اس کی ضرورت تھی کہ لوگ قرآن اور غیر قرآن میں تمیز روا رکھ سکیں یا بعض مخصوص افراد کو ایسا حکم تھا جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے ورنہ ترمذی شریف دیکھیں اس کے باب علم —— ما جاء فی الرخصة فیہ میں آپ کو ملے گا کہ صحابہؓ میں سے بعض نے اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا:-

"اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو یعنی لکھ لیا کرو) اور طے ہے کہ یہ معاملات آپؐ کے ارشادات کے متعلق تھے)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما کے متعلق ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کی اجازت سے آپ کے ارشادات مبارکہ لکھا کرتے تھے۔ بعض حضرات نے انہیں اس سے روکا اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ نبی علیہ السلام آخر کو انسان ہیں۔ خوشی، رنج وغیرہ کے حالات سے انہیں پالا پڑتا ہے تو بلا امتیاز ہر بات لکھ لینا مناسب نہیں۔ چونکہ بات وزنی تھی۔ اس لئے انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ و اصحابہ وسلم) سے سوال کیا —— "کیا جو بھی آپ سے سنوں لکھ لیا کروں؟" آپؐ نے اجازت دی —— انہوں نے مزید اطمینان کی خاطر پوچھا —— کیا رضامندی و غضب ہر حالت کی بات لکھنے کی اجازت ہے؟ آپ نے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ قسم ہے ذات اقدس کی کہ اس منہ سے ہمیشہ سچ ہی نکلتا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، کتاب العلم۔ مسند احمد، ابن سعد، ابن عبدالبر)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس شوق تحریر کا پتہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت سے بھی پتہ چلتا ہے۔ جس میں وہ فرماتے

ہیں، کہ:-

"مجھ سے زیادہ احادیث سوائے عبداللہ بن عمرو کسی کی نہیں۔ اس کی وجہ یہ یہ ہے کہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا (بخاری کتاب العلم۔ مصنف عبدالرزاق جلد چہارم)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس صحیفہ کا نام جس میں ارشادات رسالت جمع تھے "الصادقہ" تھا، اس میں ایک ہزار احادیث تھیں، ان کے پوتے عمرو بن شعیب رحمہ اللہ تعالٰی کے متعلق ثابت ہے کہ وہ اس صحیفہ کو ہاتھ میں لے کر درس دیتے۔ اور طبقات ابن سعد جلد چہارم حصّہ دوم ص۱۱ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اکیلے ہی نہیں بہت سے حضرات لکھتے کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ "خدمت نبوی میں حاضر تھے اور جو آپ فرما رہے تھے وہ ہم لکھ رہے تھے اسی طرح حضور علیہ السلام کے خادم حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احادیث لکھنے کا اجازت مانگنا اور آپ کا اجازت دینا ثابت ہے۔ یہ بزرگ مصری الاصل تھے۔ عم رسولؐ حضرت عباسؓ کے خادم تھے۔ انہوں نے انہیں دربار رسالت میں ہدیہ کے طور پر پیش کر دیا گیا تھا اور حضور علیہ السلام نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ لیکن یہ خدمت نبوی میں برابر رہ کر قلب و نظر کی بالیدگی حاصل کرتے رہے ——

مدینہ منورہ کے دَور کے دس سالہ خادم حضرت انس رضی اللہ تعالٰی کے متعلق اسد الغابہ ص۱۲۸ ج ۱ اور مستدرک حاکم میں ہے کہ وہ اس دن خدمت نبوی میں حاضر ہوئے جس دن آپؐ مدینہ منورہ پہنچے اور جس دن سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا سے رخصت ہوئے اس دن خدمت کا ظاہری عمل بھی ختم ہوا۔ آپؐ نہ صرف سنتے بلکہ لکھتے اور دارمی میں ہے کہ اپنے بچوں کو بھی وہ احادیث لکھواتے اور فرماتے کہ انہیں قلمبند کر لو اور بقول سعید بن ہلال رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ وہ دفاتر و دستاویز نکال کر ہمیں دکھاتے اور فرماتے یہ ہیں وہ احادیث جو ہم نے جمع کیں۔ اور آپ کو باقاعدہ دکھائیں۔ متعدد صحابہ کرام کو اہم ترین ملّی ذمہ داریوں کے لئے بھیجنا اور انہیں تفصیلی احکامات تحریری شکل میں دینا ثابت ہے۔ الوثائق السیاسیہ کے لائق مصنف نے ایسے کئی فرامین جمع کئے ہیں جن میں زکوٰۃ صدقات، حدود، امن، معاہدہ، جزیہ وغیرہ کے متعلق دسیوں ہدایات ہیں۔

دورِ صحابہؓ

نبئ رحمت علیہ السلام کے دورِ میمون کی یہ مختصر داستان سننے کے بعد اب ملاحظہ فرمائیں دورِ صحابہؓ کو، کہ ان حضرات نے کس طرح احادیث کی تدوین و اشاعت کا فرض انجام دیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تالیف حج کے مسائل پر' جس کا ذکر امام مسلم قدس سرہٗ نے کیا وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالٰی جیسے مشہور تابعی کو اصحاب صفہ میں سے کئی حضرات نے اپنی یادداشتوں سے احادیث نقل کرائی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی نگرانی میں ان کے بھانجے اور تربیت یافتہ صحابی عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہا احادیث نقل و جمع کرتے۔ حتیٰ کہ حضرت عائشہ کی خادمہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جسے حضرت عائشہ رضؓ نے بچپن سے پالا پوسا تھا ان کے ذوق علمی و کتابت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہا اللہ تعالٰی نے اپنے مدینہ کے گورنر کو لکھا، کہ (یہ گورنر ابوبکر بن محمدؒ تھے اور عمرہ کے بھانجے) اپنی خالہ عمرہ اور قاسم بن محمدؒ کے پاس جو ذخیرہ احادیث ہے اس کی نقل دارالخ

میں بھجوائیں ۔ عمرہ حضرت عائشہ کی خادمہ تھیں تو قاسم آپ کے بھتیجے تھے یتیم ہو گئے تو پھوپھی نے گود میں لے لیا ، تربیت کی بعد عالم و محدث اور فقیہ تھے حضرت ابو عیینیہ کے بقول عمرہ اور قاسم روایات عائشہ کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے ——— سیّدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا پانچ سو روایات جمع کرنا ثابت ہے گو کہ یہ بھی ثابت ہے کہ احتیاط کا جو پہلوان پر غالب تھا اس کے سبب ان کا معاملہ دبا رہا اور آپ نے ایک موقعہ پر محض اس لئے تلف کر دیا کہ کوئی غلط بات ذات رسالت کی طرف منسوب نہ ہو گئی ہو ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا احادیث کو جمع کرنا مصنّف عبدالوزاق میں موجود ہے اور حضرت علی کے پاس بعض اہم دستاویز نبوی کی موجودگی بخاری شریف میں ہے ۔ جس میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ قصاص اور خون بہا کے احکام ان میں مندرج ہیں اور ساتھ ہی امن و معاہدات کی تفصیلات اور ان کے احکام ہیں ۔ دنیا کا پہلا دستوری کارنامہ دستور مدینہ ہے وہ بھی حضرت علی والی اس دستاویز میں موجود تھا جس کا متعدد کتب احادیث میں ذکر ہے اور صحیح بخاری کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دستاویز خاصی طویل تھی زکوٰۃ کے جدول بھی اس میں موجود تھے ۔

اسی طرح بخاری شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کتابت احادیث فرماتے اور بعد میں اسی کتابت شدہ مسودہ سے درس دیتے رہے ۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جمع شدہ مجموعہ ان کے صاحبزادے سلطان رحمہ اللہ تعالیٰ کو ورثہ میں ملا ——— ابن سعد کی روایت کے مطابق سیدالانصار سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا شاندار مجموعہ روایات ان کے صاحبزادے کے پاس تھا ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا اپنے غلام نافع رحمہ اللہ کو احادیث لکھوانا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی تالیفات کا ایک اونٹ پر لادا جانا ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ میں موجود ہے ۔

الغرض دورِ رسالت اور دورِ صحابہ میں احادیث کے اس قدر مجموعے تیار ہو چکے تھے کہ ان کا شمار نہیں ، صحابہؓ انہی سے درس دیتے ۔ ان کے شاگرد انہیں نقل کرتے اور اس طرح یہ مبارک علم دنیا میں پھیلا ۔

اللہ کے ہزاروں سلام ہوں ان مقرّبین بارگاہ الست پر جنہوں نے قرآن کے ساتھ ارشاداتِ نبوت کی جمع و حفاظت کا یہ فرض سرانجام دیا اور ان لوگوں کو ہدایت نصیب ہو جو بدگمانیاں پھیلا کر طریق خسرٹی پر عمل کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ احادیث دنیا میں نہ رہیں لیکن

ع
" پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا "

بقیہ : احادیث الرسولؐ

شکار کے لئے تو سورہٴ مائدہ کے پہلے رکوع میں واضح ذکر ہے اور کھیتوں اور بکریوں وغیرہ کی حفاظت کا صحیح احادیث میں تذکرہ ہے ۔ اس کے علاوہ جو شوقیہ کتے پالے جاتے ہیں تو ایسے لوگوں کو خیال کرنا چاہیئے کہ وہ کتنا بڑا نجس کام کرتے ہیں نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

" ایسے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جہاں کتّے اور تصاویر ہوں "

آج کل بالعموم فیشن بن گیا ہے کہ لوگ کتّوں کو ساتھ ساتھ لئے پھرتے ہیں ، انہیں چومتے ہیں چاٹتے ہیں ، گودیوں میں اٹھاتے اور گاڑیوں میں بٹھاتے ہیں ، ان کی نمائش ہوتی ہے ، انعامات بٹتے ہیں اور کیا کچھ نہیں ہوتا ——— ایسے لوگوں کو نبی مکرم رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے ارشادات سے سبق و عبرت حاصل کرنی چاہیئے ۔

رپورٹ : ظہیر میر

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لاہور کے تربیتی اجتماع سے

حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کا خطاب

گذشتہ روز مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لاہور کے زیر اہتمام دو روزہ تربیتی اجتماع ہوا ۔ اجتماع کی مختلف نشستوں سے مولانا عبدالحکیم سابق ایم ۔ این ۔ اے ، حضرت مولانا بشیر احمد شاد ، حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری ، جناب خالد محمود ولو ، جناب میاں قدرت اللہ عارف اور دوسرے حضرات نے خطاب کیا ۔

۲ ۔ فروری بروز جمعرات جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں طلباء کے اس اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا ۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کے دفتر میں مولانا غلام غوثؒ ہزارویؒ ، حضرت مولانا محمد اجمل خان اور دوسرے علماء کرام بھی موجود تھے ۔ میں بھی وہاں تھا ۔ مولانا اجمل خان صاحب نے تین چار طلباء کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ طلباء ایک نئی جماعت بنانا چاہتے ہیں ، کوئی نام بتائیں ۔ مختلف لوگوں نے مختلف نام بتائے ۔ لیکن خدا کی شان کہ میں نے جو نام جمعیۃ طلباء اسلام تجویز کیا وہی منظور کر لیا گیا ۔ نام تجویز کرتے ہوئے میرے ذہن میں یہی تھا کہ چونکہ ہماری جماعت کا نام جمعیۃ علماء اسلام ہے اس لئے طلبا کی تنظیم کا نام بھی جمعیۃ طلباء اسلام ہونا چاہیئے ۔ بہر حال اللہ کو یہی منظور تھا ۔

؎ مگر محبت کا ربطِ باہم
نہ تیرے بس میں نہ میرے بس

عزیز طلباء کرام ! انسان کو ہمیشہ عاجز اور درگذر رہنا چاہیئے ۔ تکبّر اور غرور اللہ کو ایک نظر نہیں بھاتا ۔ ہر چیز دنیا کی نیچے سے اوپر کو جاتی ہے لیکن انسان اوپر سے نیچے کو آتا ہے ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ فطرتی طور پر انسان کو عاجز اور جبینِ نیاز خم کرنے والا بنایا گیا ہے ۔ جن لوگوں نے اپنی ہستیاں دین کے لئے وقف کر دیں ۔ اللہ نے انہیں خیر و برکت سے نوازا ۔

؎ مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گلِ گلزار ہوتا ہے

جو اپنی ہستی کو مٹا دیتے ہیں وہ مردِ کامل بن جاتے ہیں ۔ مولانا روم نے کہا ہے :

ع بیش مرد کاملے پامال شو

جو مٹ جائے گا وہ کمال کو پہنچ جائے گا ۔ جمال سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کامل ترین انسان تھے ۔ صحیح معنوں میں صحیح مردِ کامل تھے ۔ ہمیں بھی تمام روشنی وہیں سے لینا ہوگی ۔ وہ ہمارے مرکز و محور ہیں ۔ ہمارے اکابر نے سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا تھا ۔ حضرت مدنیؒ ، حضرت لاہوریؒ ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ ، حضرت مفتی صاحبؒ ، اور اسی طرح اب حضرت درخواستی مدظلہٗ اور دوسرے بزرگ یہ سیرت مطہرہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تصویر ہیں ۔ آپ کو بھی انہی اکابر سے تعلق اور واسطہ رکھنا ہوگا ۔ ابھی آپ کی عمر بننے اور بگڑنے کی عمر ہے ۔ اسی عمر میں آپ جس طرف لگ جائیں گے ۔ دنیا و آخرت میں وہی حاصل کریں گے کیونکہ گندم بیج کر گندم ہی کاٹی جاتی ہے ۔ اپنی عمر کے یہ قیمتی اوقات ضائع نہ کریں کیونکہ دن بہت جلد گزر جاتے ہیں ۔

؎ صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یونہی تمام ہوتی ہے

آپ ابھی منزل تک نہیں پہنچے۔ ان اکابرین کی جلائی ہوئی شمع کی روشنی میں اپنے راستے بنائیے۔ کیونکہ

؎ فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

آپ جمعیۃ طلباء اسلام کو مضبوط بنائیے۔ نوجوانوں کو اپنے اسلاف کی شاندار تاریخ سے آگاہ کریں۔ یاد رکھیں دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جس میں جاہ طلبی، زر پرستی نہ ہو۔ لیکن یقین کیجئے ہمارے اکابر اپنے آپ کو بہت کمتر سمجھتے تھے۔ آپ نے اگر اپنے میں یہ حوصلہ اور ہمت پیدا کرلی تو سمجھئے کہ آپ بہت قیمتی ہو گئے۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:

"اپنا حق نہ مانگیں اور دوسرے کا رکھیں نہ۔"

ہمیں فقط رضائے الٰہی کے حصول کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ کسی کو اپنے سے کمتر اور ذلیل نہ سمجھیں۔ ہندوؤں کے ہاں اعلےٰ اور ادنیٰ ذاتوں کا تصور ہے۔ وہاں ذات پات مذہب کا حصہ ہے۔ اعلیٰ درجے کے ہندو ادنیٰ ذات کے ہندوؤں سے چھونا بھی گناہ سمجھتے ہیں اور اپنے سے رذیل اور گھٹیا سمجھتے ہیں۔ خود تو ہر پتھر اور مورتی کے سامنے سر جھکانا فخر سمجھتے ہیں۔ لیکن انسانوں سے ملنا بھی گوارا نہیں۔ اسلام نے آکر پوری دنیا کو صحیح انسانیت کا راستہ دکھایا۔ اور بتوں اور مورتیوں کے آگے جھکنے کی بجائے ایک خدا کے آگے جھکنے کا درس دیا۔

؎ وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے آدمی کو دیتا ہے نجات

عزیز طلباء! یاد رکھئے اسلام بزورِ شمشیر نہیں پھیلا۔ بلکہ اخلاق کے زور سے پھیلا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کون سی بندوقیں تھیں لیکن نوے لاکھ انسانوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کون سی توپیں اور اسلحہ تھا۔ انہوں نے لوگوں سے اتنی محبت کی اور حقیقت خُلقِ عظیم کی مجسّم تصویر بن گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بقول جگر مراد آبادی:

؎ وہ ادائے دلبری ہو یا نوائے عاشقانہ
جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتح زمانہ

ہمارے اکابرین نے اپنے حُسنِ سلوک اور اخلاقِ عالیہ سے لوگوں کے دل موہ لئے۔ میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا کرتا ہوں۔

؎ اپنا معیار شرافت خاموشی ہے لیکن
بات کرتے ہیں تو بات پہ مر جاتے ہیں ہم

کراچی کے خالق دینا ہال میں جب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز جج کے جواب میں کہا کہ جب میں گھر سے چلا تھا تو کفن کی چادر ساتھ لے کر آیا تھا۔ تو مولانا محمد علی جوہرؒ آپ کے پاؤں پر گر پڑے تھے اور فرمایا کہ یہ آپ ہی کا خاصا ہے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے انگریزی استعمار کے خلاف ریشمی رومال کی تحریک چلائی بقول ڈبلیو۔ ڈبلیو ہنٹر کہ اگر ریشمی رومال کی تحریک کامیاب ہو جاتی تو سمندر کے پانیوں میں انگریز کو پناہ نہ ملتی۔ حضرت شیخ الہندؒ کا ارادہ یہ تھا کہ ہندوستان کے سارے طبقوں کو ساتھ ملا کر ترکی، ایران اور افغانستان کی حمایت حاصل کر کے انگریزوں کا تخم ختم کر دیا جائے۔ انگریزوں نے ترکی کے شریف حسین کو ساتھ ملایا اور حضرت شیخ الہندؒ کو گرفتار کروا دیا۔ اُن پر الزام یہ تھا کہ اُن کے خلاف فتویٰ تیار کروایا گیا کہ جو شریف حسین کے خلاف ہے وہ کافر ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ کو حجاز سے گرفتار کروا کے مالٹا میں نظر بند کروا دیا۔

حضرت مدنیؒ کا حوصلہ اور ہمت دیکھئے خود کو بھی حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ گرفتار کروایا۔ حالانکہ حضرت مدنیؒ پر کسی قسم کا کوئی الزام نہ تھا بہر حال حضرت مدنیؒ کی وفا کی داد دینی پڑتی ہے۔ باوفا ہوتے ہی وہ ہیں جنہیں اللہ نے حوصلہ اور ہمت عطا کی ہوتی ہے۔

حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن اندر سے حضورؐ کے ساتھ تھے انہوں نے مدینہ کے لوگوں سے کہا کہ حضورؐ کو سوچ سمجھ کر دعوت دینا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب مکہ فتح ہو جائے تو حضورؐ ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں۔ حضورؐ کو جب یہ پتہ چلا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر چلا گیا

تو پھر مدینہ کے علاوہ کہیں اور نہیں جاؤں گا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قول کو نبھایا،

یہ ہے:

؎ قولِ مرداں جان دارد

حضرت مدنیؒ نے زبردستی اپنے آپ کو قید کروایا۔ حضرت مدنیؒ نے اپنے مرشد کی وہ خدمت کی جس کی مثال نہیں ملتی۔ مالٹا میں سخت سردی ہوتی تھی۔ اور برف پڑتی تھی۔ رمضان المبارک کے دن تھے۔ حضرت مدنیؒ لوٹے میں پانی ڈال کر ساری رات اپنے پیٹ کے ساتھ لگائے رکھتے تا کہ صبح اپنے مرشد کو وضو کے لئے کم از کم جتنا بھی ہو سکے گرم پانی مہیا ہو سکے۔ دنیا میں ایسی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ حضرت شیخ الہندؒ کی عادت تھی کہ رمضان المبارک میں دو پارے روزانہ سُنا کرتے تھے۔ ایک نماز تراویح میں ایک تہجد کی نماز میں۔ لیکن اتفاق سے اس وقت کوئی حافظ قرآن نہ تھا۔ حضرت مدنیؒ کو جب اپنے استاد کی اس پریشانی کا پتہ چلا تو آپ روزانہ ایک پارہ یاد کرتے اور اُسے پہلے تراویح میں سُناتے پھر تہجد میں۔ اور بعد میں حضرت مدنیؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی کا معمول بنا لیا ہے اور روزانہ دو پارے ختم کر کے اپنے شیخ کی رُوح کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں۔ میری ساری تعلیم دیوبند میں ہوئی۔ میں تیرہ چودہ سال حضرت مدنیؒ کے گھر میں رہا۔ حضرت مدنیؒ کی زوجہ کو میں مائیں کہتا تھا اور سمجھتا تھا کہ میری دو مائیں ہیں۔ حضرت اسعد مدنی دامت برکاتہم اور میں نے اکٹھے ہی پرورش پائی ہے۔ میں نے حضرت مدنیؒ سے زیادہ شفیق باوفا اور عاجز کسی کو نہیں دیکھا۔ سچ ہے:

؎ ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے حسین احمد اور ابوالکلام پیدا

یاد رکھو جس نے حضرت مدنیؒ کو تنگ کیا اور ستایا انہوں نے کبھی چین نہ پایا۔ ایک دفعہ مجھے کوئٹہ جانا ہوا۔ وہاں مولانا عرض محمد صاحب کے مدرسہ مطلع العلوم میں جلسہ میں شرکت کی۔ میں وہاں بیٹھا تھا کہ ایک نوجوان آیا اور اس نے اپنے آپ کو گالیاں دینا شروع کیں اور کہا کہ حضرت جی ہم وہ بدبخت اور لعین انسان ہیں جنہوں نے لاہور ریلوے اسٹیشن پر مولانا مدنیؒ کے سامنے ننگا ناچ کیا تھا۔ اُس نوجوان نے روتے ہوئے کہا کہ جب تقسیم کے وقت ہندوؤں نے ہمارے قافلے کو لوٹا۔ تو ہندوؤں نے ہمارے ساتھیوں کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ دیں۔ اور ہماری ماؤں اور بہنوں کو ہمارے سامنے ننگا کیا اور نچوایا۔ اُس وقت سے مجھے آج تک نیند نہیں آتی۔ ہر روز خواب میں یہی منظر دیکھتا ہوں۔ اور دن رات یہی منظر آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اُس نوجوان نے رو رو کر کہا کہ حضرت جی مجھے معاف کر دیں۔

یہ واقعہ مجھے میرے بڑے بھائی حافظ حبیب اللہ مہاجر مکی مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مکّہ سے ایک خط میں لکھا تھا۔ جس سفر میں حضرت مدنیؒ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ اُس سفر میں حضرت مدنیؒ کے ساتھ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی اور ہمارے چھوٹے بھائی مولانا حافظ حمید اللہ مرحوم بھی تھے۔ مولانا حفظ الرحمٰن نے مولانا مدنیؒ پر کپڑا دے دیا تا کہ سو رہیں اور آواز اُن تک نہ پہنچے لیکن گالیوں کا شور حضرت مدنیؒ نے امرتسر ریلوے اسٹیشن پر سُنا تو حضرت مدنیؒ خود ہی نیچے اُتر گئے اور ساتھیوں کو پتہ ہی نہ چلا۔ حضرت مدنیؒ نے لوگوں سے کہا کہ میں ہی مدنیؒ ہوں۔ آپ نے جو کچھ کرنا ہے میرے ساتھ کر لیں۔ لوگوں نے حضرت مدنیؒ پر پہلے گندے انڈے پھینکے، گالیاں دیں اور پھر ننگے ہو کر ناچ کرنا شروع کر دیا۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے مجھے بتایا کہ حضرت لاہوریؒ نے مکہ مکرمہ میں ملتزم کے ساتھ بیٹھ کر فرمایا کہ اور اولیاء اللہ کے بارے میں اللہ توقف کر لیتے ہیں لیکن حضرت مدنیؒ کی توہین کی سزا اللہ نے معاف نہیں کی اور نہ ہی اللہ معاف کیا کرتا ہے۔ آج دیکھئے جالندھر، لدھیانہ اور امرتسر میں مسلمان نظر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نقد سزا دے دی۔ اسی طرح بنگال میں ایک آدمی تھا۔ جس نے حضرت مدنیؒ کی توہین کی تھی وہ بھی چمنی میں گر کر مرا۔ حالانکہ حضرت مدنیؒ نے ان سب کو معاف کر دیا تھا۔ خود حضورؐ

کو اتنی تکلیفیں دی گئی ہیں کہ دنیا میں کسی اور آدمی کو نہیں دی گئیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سب دشمنوں کو معاف کر دیا۔ ہمارے اکابر نے عزم اور حوصلہ حضورؐ سے ہی لیا تھا۔ آپ لوگوں کو اکابر کی مستند کتابیں ضرور پڑھنی چاہئیں۔ اور اگر آپ نے ایسا کر لیا تو آپ کا تعلق سیدھا حضورؐ سے مل جائے گا۔ ہمارے بڑے بھائی حافظ حبیب اللہ صاحب مرحوم مادر زاد ولی تھے۔ مکہ مکرمہ میں کسی آدمی نے اُن سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ یہاں مختلف عقیدوں کے لوگ آتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ حق پر کون ہے۔ تو حافظ حبیب اللہ مہاجر مکی مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور جب میں یہاں آیا تو مجھے بھی اسی کیفیت سے دوچار ہونا پڑا۔ میں نے اللہ سے بار بار کہا کہ اے اللہ مجھے صحیح گروہ دکھا تاکہ میں اُس میں شامل ہو جاؤں جہاں وہ درس دیا کرتے تھے۔ خانہ کعبہ میں ایک دن آنکھ لگ گئی تو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم، پھر تمام صحابہ کرامؓ، پھر تابعین پھر تبع تابعین، پھر آئمہ اربعہ تمام اسلاف حتیٰ کہ حضرت مدنیؒ اور حضرت لاہوریؒ کی زیارت ہوئی۔ الحمدللہ اُس دن سے میرا عقیدہ بالکل صحیح ہو گیا ہے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا جس کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے نزدیک تہتر فرقے ہوں گے لیکن اُن میں سے جنت میں ایک ہی جائے گا مطلب یہ ہے کہ ہر فرقے اور ہر گروہ اور ہر طبقے میں جو نیک اور صحیح لوگ ہوں گے انہیں اکٹھا کر لیا جائے گا تو ان نیک لوگوں کے ملنے سے جو گروہ بنے گا وہ جنت میں جانے کا مستحق ہوگا۔ یاد رکھئے بدترین لوگوں میں بہترین بھی مل سکتے ہیں اور بہترین لوگوں میں بُرے بھی ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کام لینے پر آئے تو یورپ میں لے لے۔ یوسف سالہ صاحب جو حضرتؒ کے خادموں میں سے تھے انہوں نے لندن میں اسلامی دارالمطالعہ قائم کیا۔ حضرتؒ اُن کے لئے خود لندن تشریف لے گئے۔ اللہ اپنے دین کی خدمت لینے آئے تو جس سے چاہے لے لے۔ جو قومیں اللہ کی نافرمانی پر اُتر آتی ہیں تباہ و برباد کر دی جاتی ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں جب کوئٹہ میں زلزلہ آیا اور پھر کوئٹہ تباہ ہو گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کئی دفعہ اللہ سے درخواست کی کہ مجھے عقدہ کھول دے تو مجھے پتہ چلا کہ کوئٹہ میں ایک سٹاف اکیڈمی ہے وہاں اتوار کی رات SATURDAY NIGHT جو منائی جاتی ہے تو ساری ساری رات شراب پی جاتی اور زنا کیا جاتا ہے۔ بڑوں کو دیکھ کر اُن کے نوکر چاکر اور ہالی موالی سبھی ان میں شامل ہو گئے وہاں بدی نیکی پر غالب آ گئی اور معاملہ غیر متوازن یعنی UNBALANCE ہو گیا۔ اس لئے عذاب آیا۔ لاہور میں اگرچہ بڑی بے حیائی فحاشی اور بدمعاشی ہے لیکن اللہ والے بھی بڑے بڑے موجود ہیں اور معاملہ BALANCE ہے۔

آپ لوگ ہمت کریں اور اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کام کریں۔ یہ نہ دیکھیں کہ تعداد کم ہے یا زیادہ۔ ہمیشہ اکیلے آدمی نے ہی انقلاب برپا کیا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ انگریز، مرہٹے اور سکھوں کے خلاف شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بالکل اکیلے تھے حضرت شاہ ولی اللہؒ پہلے مدینہ گئے وہاں حضورؐ کی زیارت نصیب ہوئی اور حضورؐ کے حکم پر واپس آئے کام شروع کیا پھر انہی کے تربیت یافتہ لوگوں نے انگریزوں، مرہٹوں اور سکھوں کے خلاف جہاد کیا۔ اکبر کے خلاف اکیلے حضرت مجدد الف ثانیؒ تھے۔ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو گوالیار کے قلعہ میں بند کر دیا۔ آپ وہاں بھی خاموش نہ رہے اور دین کی تبلیغ شروع رکھی۔ بالآخر وہ قلعہ قلعہ نہ رہا اسلام کا قلعہ بن گیا۔ جہانگیر نے کہا کہ میں آپ کو غیر مشروط رہا کرتا ہوں۔ آپ نے کہا کہ میں تب باہر آؤں گا جب سارے غیر اسلامی قوانین ختم کر دو گے۔ چنانچہ جہانگیر کو یہ کرنا پڑا۔ پھر جہانگیر کا معاملہ حضرت مجدد الف ثانیؒ سے درست ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ اگر میں جنت میں گیا تو جہانگیر کے بغیر نہیں جاؤں گا۔ اللہ والے جس جگہ سے گذر جائیں وہاں رحمتوں کی

بارش ہوتی ہے۔ یہ دیوبند جہاں سے حضرت مجدد الف ثانیؒ گذرے ہیں۔ حضرت سید احمد شہیدؒ جب یہاں سے گذرے تو انہوں نے کہا کہ مجھے یہاں سے انوار نبوت کی خوشبو آتی ہے۔ شیخ سعدیؒ بھی یہاں سے گذرے ہیں۔ یقین کیجئے کہ آج ہمارے جتنے بھی مدارس اور مساجد ہیں یہ سب دیوبند کا فیض ہے۔ مولانا قاری طیب صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ الہامی درسگاہ ہے۔ بقول شورش دنیا میں جتنی مساجد اور مدارس ہیں بالواسطہ یا بلاواسطہ دیوبند سے وابستہ ہیں۔ اگر ایسا نہیں تو دشمن ضرور ہیں۔

؎ وہ دشمنی کی نظر سے دیکھتے، دیکھتے تو ہیں
میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

جب خدا دینے پر آئے تو پھر نہیں دیکھتا کہ کسے دے رہا ہے۔

؎ خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
آگ لینے جائیں اور پیغمبری مل جائے

محترم حضرات! میں عرض کر رہا تھا کہ دارالعلوم دیوبند کا فیض چہار دانگ عالم پھیلا ہے۔ آج بڑے بڑے قلمکار اور مضمون نویس لکھتے ہیں کہ فلاں آدمی انگریزوں کا دشمن تھا۔ فلاں آدمی ANTI IMPERIHLIST ہے۔ میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ حضرت مدنیؒ سے بڑھ کر کوئی انگریز دشمن اور ANTI IMRERIALEST نہیں تھا۔ ہمارے اکابرین نے انگریزوں کے خلاف جو کام کیا ہے۔ دوسرے کے نصیب میں نہیں۔ ہمارے اکابرین نے انتہائی مشکلات کا سامنا کر کے قربانیوں کی تاریخ مرتب کی ہے۔ انہوں نے شاہینوں کی سی زندگیاں گذاری ہیں۔ اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ بھی شاہین بنیں۔

؎ تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر
گذر اوقات کر لیتا ہے وہ کوہ و بیاباں پر

بہرحال میں کہہ رہا تھا کہ انسان کو باوفا رہنا چاہئے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے باوفا تھے۔ ایک دفعہ ایک صحابیؓ جنگ تبوک کے فوراً بعد چند ساتھیوں کو ساتھ لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضورؐ سے کہا کہ آپ وعدہ کریں کہ شام جب فتح ہوگا تو آپ ہمیں دے دیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ لاؤ لکھ کر دیں۔ اور فرمایا کہ مدینہ آنا مہر بھی لگا دیں گے۔ حضرت عمرؓ کے دور میں جب شام فتح ہوا تو یہ علاقہ انہیں دے دیا گیا۔ جس زمانے میں شام کا محاذ کھلا ہوا تھا۔ اُس وقت عیسائیوں کے سربراہ ہرقل کا بھائی عیسائی فوجوں کا کمانڈر تھا۔ اُس نے جاسوس بھیجا تاکہ پتہ کیا جائے کہ مسلمانوں کو فتح کیوں ہوتی ہے۔ جاسوس نے کہا کہ مسلمان فوجی شہر کی بجائے جنگلوں میں اُترتے ہیں کسی بڑے آدمی سے بھی جرم سرزد ہو جائے تو اُسے بھی سزا دیتے ہیں۔ رات کو مصلے پر اپنے اللہ سے گڑگڑا کر آرزوئیں کرتے اور دعائیں مانگتے ہیں۔ اخلاق کریمہ کے مالک ہیں۔

نپولین بونا پارٹ کہا کرتا تھا کہ میدان جنگ میں ہتھیار صرف ایک حصہ کام کرتے ہیں باقی تین حصے اخلاق۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج وہ اصول ہم میں نہیں رہے ہمارے اخلاق بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ آج دولت ہی سب کچھ ہو کر رہ گئی ہے۔ یہاں قانون نیلام ہوتا ہے۔ پیسہ ہو تو جو مرضی کر لو۔

نپولین کہا کرتا تھا "کہ مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا۔" نپولین تو صرف خواہش کا اظہار ہی کرتا تھا۔ اور حضرت عمرؓ نے یہ کام کر کے دکھا دیا۔ ایک دفعہ آپ رات کو گشت کر رہے تھے۔ ایک ماں اپنی بچی سے دودھ میں پانی ملانے کے لئے کہہ رہی تھی۔ لیکن لڑکی نے کہا کہ عمرؓ کو پتہ چل گیا تو کیا ہوگا۔ ماں نے کہا کہ عمرؓ کونسے دیکھ رہے ہیں۔ لڑکی نے جواب دیا کہ عمرؓ نہیں تو عمرؓ کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اُس سے شادی کا پیغام بھیجا۔ اُسے اپنی بہو بنایا پھر دنیا نے دیکھا کہ اسی بچی کی نسل سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ پیدا ہوئے۔

آج ہمیں اچھی قوم بننا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں معاملہ ہی اُلٹ ہو گیا ہے۔ آپ نے سنا اور اخباروں میں پڑھا کہ یکم جنوری کو کراچی اور لاہور کے ہوٹلوں میں ساری رات شراب پی گئی اور زنا ہوا۔ ہم تباہی سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

(باقی ص ۱۶ پر)

تذکرۂ اسلاف

محمد سعید الرحمٰن علوی

گلستانِ حنفیت کے گلِ سرسبد حضرت الامام محمد رحمۃ اللہ علیہ

ان کی کتاب موطا، حدیث اور فقہ الحدیث کا نادر خزانہ ہے

حضرت الامام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام ابویوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کے شاگرد ـــ امام شافعی قدس سرہ کے استاذ، خلیفہ ہارون الرشید مرحوم کے مربی، حدیث، فقہ اور فقہ الحدیث کے مسلّم شیخ، چند در چند علمی کتابوں کے مصنف و جامع ـــ حضرت الامام محمد بن حسن شیبانی قدس سرہ ان اعاظم امت میں سے تھے جو کسی قوم کے لئے سایہ الٰہی اور رحمت الٰہی ثابت ہوتے ہیں۔

رملہ کے قریب ایک بستی کے باشندہ تھے بعد میں مستقل طور پر کوفہ میں مقیم ہو گئے ـــ جبکہ آپ کی ولادت واسط میں ہوئی، آپ کے والد اس وقت وہاں مقیم تھے۔ ولادت کے سال میں اختلاف ہے لیکن شیخ کوثری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق ۱۳۲ھ کی ہے۔

(بلوغ الامانی ص۵ مطبوعہ کراچی ۱۳۸۶ھ)

حقیقت یہ ہے کہ صدر اسلام میں حرمین شریفین کے بعد جو بڑے علمی مراکز تھے ان میں کوفہ کو بوجوہ بڑی اہمیت حاصل تھی۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس شہر کو اپنا مرکز بنایا تو گویا ساری علمی دنیا یہاں آبسی اور ان سے قبل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل المرتبت صحابی کو اس شہر میں معلّم مقرر کیا تھا ـــ امام محمدؒ کے دور میں اس شہر میں حضرت الامام ابوحنیفہ قدس سرہ جیسے امام ہمام کی مسند علم آراستہ تھی ـــ اس فرزند سعید کو سب سے پہلے درسگاہ حنفی سے استفادہ کا موقع ملا ـــ لیکن یہ ایسا استفادہ تھا کہ وہ اسی درسگاہ کے ہو کر رہ گئے۔ مختلف ادوار میں مختلف مقامات پر جا کر حصول علم کا شوق ضرور پورا کیا لیکن درسگاہ حنفی کی عظمت دل میں یوں بسی کہ آج حنفیت کے ائمہ رجال میں تیسرا نام ان کا لیا جاتا ہے اور کتابی طور پر حنفیت کی ٹھوس خدمت کا سہرا بنیادی طور پر ان کے سر ہے ـــ فرحمہ اللہ تعالیٰ۔

علامہ زاہد الکوثری مرحوم نے بلوغ الامانی میں آپ کے شیوخ حدیث کا تفصیل سے تذکرہ کیا۔ اہل کوفہ میں سے ۲۹، اہل مدینہ میں سے ۱۷، اہل مکہ میں سے ۸، اہل بصرہ میں سے ۷، اہل واسط میں سے ۳ اہل شام میں سے ۴، اور اہل یمامہ میں سے ایک بزرگ کا نام اس میں شامل ہے۔ (ص۸)

ان حضرات میں امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام سفیان ثوری، امام مسعر بن کدام، امام مالک، امام سفیان بن عیینہ، ہشام بن ابی عبداللہ رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اکابر کا نام موجود ہے ـــ جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام محمدؒ کو کس طرح اپنے وقت کے عظیم اساتذہ سے بھرپور استفادہ کی توفیق حاصل ہوئی جبکہ ان کے شاگردوں کے حلقہ میں ابوحفص الکبیر، امام شافعی، امام جرح و تعدیل یحییٰ بن معین، ایوب بن حسن نیشاپوری، یحییٰ بن اکثم علیہم الرحمہ نظر آتے ہیں جن میں سے ہر فرد اپنے اپنے مقام پر ایک مستقل مقام کا حامل ہے ـــ جبکہ یہ فہرست اصل فہرست سے وہی نسبت رکھتی ہے جو دریا اور کوزہ کی ہے۔

امام محمد کی جلالت علمی کا اندازہ ان آراء سے ہو سکتا ہے جو آپ کے ہم عصر بزرگوں اور بعد کے ارباب فن نے دی ہیں تفصیل کے لئے بلوغ الامانی کا مطالعہ کریں مختصراً یہ کہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ انہیں فہم و ذکار میں یگانہ روزگار بتاتے۔ مورخ ہروی کہتے ہیں۔

کان اماما فقیھا مجتھدا

حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ امام ابویوسف کے بعد کم از کم عراق میں فقہ کی مسند کا خاتمہ ان کی ذات پر ہو گیا اور محدث دارقطنی انہیں "ثقہ فقیہہ" فرماتے ہیں جبکہ امام شافعیؒ کہتے ہیں:-

کہ وہ کوئی مسئلہ بیان کرتے تو معلوم ہوتا وحی اتر رہی ہے اور میں نے ان سے ایک بارِ شتر علم حاصل کیا ہے۔

حنفی فقہ جسے بعض شپرہ چشم حضرات قیاس و عقل کا شاہکار تو مانتے ہیں لیکن اس کے متعلق یہ رائے رکھتے ہیں کہ اس کی پشت پر نقلی دلائل نہیں۔ بالفاظ دیگر وہ قرآن و سنت سے ماخوذ و مستنبط نہیں، اس کا اندازہ تنہا امام محمدؒ کی کتابوں سے لگایا جا سکتا ہے جو اس بہ رکنی مجلس علم کے اہم ممبر تھے جس نے عمر عزیز کی متعدد راتیں جاگ کر ذخیرہ علم کو کھنگال کر امت کے لئے آسانی کا سامان فراہم کیا ـــ آج تک امت کا تین ثلث حصہ حنفیت کی بنیاد پر زندگی گذار رہا ہے لیکن ہمارے دوست ہیں کہ انہیں تقلید اور خاص طور پر حنفی تقلید سے خدا واسطے کا بیر ہے اور ہر فاضل بلوغ المرام (جو یقیناً اس کتاب کے مندرجات سے بھی پوری طرح آگاہ نہیں ہوتا) حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب پر نیش زنی کرنا اور نکتہ چینی سے کام لیتا ہے ـــ

کتاب الحجۃ علی اہل مدینہ ـــ چار جلد ـــ کے علاوہ مبسوط، جامع صغیر، جامع کبیر، زیادات، سیر صغیر و کبیر جیسی کتابیں یا تو یار لوگوں نے دیکھی نہیں اور دیکھی ہیں تو ان کی علمی دسترس سے باہر ہیں ـــ ان میں سے متعدد کتابیں مرحوم حیدر آباد دکن کے معروف ادارہ علمی دائرۃ المعارف النعمانیہ نے بڑے اہتمام سے چھپوائیں، مولانا ابوالوفا افغانی قدس سرہ نے اور بعض دوسرے اہل علم نے کئی کتابوں کو مرتب کیا اور چھاپا (ان میں سے کئی کتابیں لاہور سے چھپ چکی ہیں)

ان کتابوں کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ حنفیت کس طرح احادیث رسول کے دائرہ میں دائر و سائر ہے ـــ ایک ایک مسئلہ ایسا ہے کہ جس پر احادیث کا انبار ہے اور سید التابعین ابوحنیفہ نعمان بن ثابت قدس سرہ کو حدیث رسول سے جو انس و شغف ہے، اس کا منہ بولتا ثبوت خود ان کی عظیم کتاب مسند ابی حنیفہ ہے اور پھر ان کے شاگرد جلیل امام محمدؒ کی یہ کتابیں اس کی سب سے بڑی سند ہیں (افسوس یہ ہے کہ برادران احناف خود ان کتابوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ورنہ ان کے مدارس میں مسند ابی حنیفہ ضرور پڑھائی جاتی اور دورہ حدیث میں شامل موطا امام محمد اور طحاوی شریف کا محض ایک ایک سبق تبرکاً نہ ہوتا)

ان کتابوں کے علاوہ امام محمد کی معروف ترین کتاب موطا ہے جو حدیث کے فن میں اپنی حیثیت رکھتی ہے تو ساتھ ہی ساتھ فقہ الحدیث کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ فن حدیث کی یہ پہلی کتاب ہے جسے فصول اور ابواب کے تحت سب سے پہلے مدون کیا گیا ورنہ اس سے قبل جو مجموعہ ہائے احادیث تھے ان کا معاملہ ایسا نہ تھا۔

موطا امام مالک حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے بقول قرآن کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے۔ شاہ عبدالعزیز قدس سرہ فرماتے ہیں کہ امام مالک سے کئی ہزار حضرات نے موطا کی احادیث سنیں اور کم از کم ایک ہزار حضرات نے انہیں نوٹ کیا۔ تاریخ میں ۱۶ ایسے حضرات کے اسماء گرامی ملتے ہیں جن کے مسودات محفوظ رہے۔ لیکن اب تین نسخے ایسے ہیں جو قلمی شکل میں مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ اور دو نسخے ایسے ہیں جو چھپ کر متداول ہو چکے ہیں ـــ ایک موطا بروایت یحییٰ بن یحییٰ۔ دوسرا موطا بروایت امام محمدؒ۔ بقول علامہ کوثری اس میں ایک ہزار سے زائد احادیث و آثار ہیں (بلوغ الامانی ص۶۶)

اور علامہ کوثری ہی فرماتے ہیں کہ:

اہل مشرق میں امام محمد والانسخہ اور اہل مغرب میں امام یحییٰ والانسخہ معروف و متداول ہے۔

سے اس تہذیب و ترقی سے دُور ہیں۔ سخت حیرت عورتوں کی کج فہمی پر ہے کہ وہ اپنی اس ذلت و رسوائی کو ترقی اور آزادی سمجھ رہی ہیں۔

اسلام نے بیوی کو شوہر کے دل کی مالکہ اور گھر کی ملکہ بنایا تھا۔ مگر اب اس کی حیثیت تفریحی کھلونے سے زائد نہیں جب دل بھر گیا بیکار سمجھ کر پھینک دیا۔ یا پھر ایک خوبصورت تصویر ہے جس سے شوہر کے احباب دل بہلائیں۔ اگر یہی اس جنس کی ارزانی رہی تو پھر وہ وقت دُور نہیں جب اس جنس کے خریدار بہت ہوں گے مگر قدر دان کوئی نہ ہوگا۔ یورپ کی سرزمین اس کی زندہ مثال ہے۔

یہ صرف پانچ امور کی طرف اجمالی اشارہ ہے اس قسم کی اور بھی وجوہ بیان ہو سکتی ہیں اور ان سے بڑھ کر خرابیاں ان سے پیدا ہو رہی ہیں لیکن ان کے علاج کا ارادہ کرنے والوں کے لئے انہی امور پر غور کر لینا بھی کافی ہے۔ اسلام نے ایک نرالا نظریہ زندگی، انوکھے جذبات اور رجحانات انسانوں کو عطا کئے تھے جو ملکوتی اور جبروتی تھے۔ اور سراسر روحانیت تھے۔ اور ساری مادیت اس روحانیت کی تابع اور مطیع و فرمانبردار تھی اور یہی معیار تھا شرافت انسانی کا اور امتیازی شان تھی ایک مسلمان کی۔ مرور زمانہ اپنی غفلت و مدہوشی سے یہ زنگ آلود ہو گئے ایسی حالت میں سابقہ پڑا مادہ پرست قوم سے وہاں جو کچھ تھا سب مادی تھا روحانیت کا شائبہ تک نہ تھا۔ نظریہ زندگی مادی جذبات مادی رجحانات مادی خیالات مادی، غرض ہر شے اسلامی نظریات کے مخالف اور متضاد تھی۔ اسلامی نظریات پہلے ہی زنگ آلود اور نگاہوں سے اوجھل تھے ہم نے بجائے اس کے کہ ان کو صیقل کرتے اور جلا دیتے ان مادی نظریات کو اپنا لیا اور اتنا اپنا لیا کہ بالکل ان کے ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ روحانی نظریات اس قدر زنگ آلود ہو گئے کہ اب ان کا وجود عدم برابر ہے اور اس میں اور مادہ پرستوں پر کوئی امتیاز نہ رہا لامحالہ ہم بھی وہی کرنے لگے جو ان کو کرنا تھا۔ سب ہمارے دل و دماغ کے سانچے ہی بدل گئے تو اپنی ہر چیز بدنما معلوم ہونے لگی۔ اب جو کچھ دیکھتے ہیں غیروں کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں غیروں کو دیکھ کر کرتے ہیں اپنی سب ادائیں نسیاً منسیاً ہو گئیں اور اسلامیات ساری کی ساری چھوڑ دی گئیں۔ اگر کچھ اسلامی باتیں باقی ہیں تو محض رسمی طور پر۔

ظاہر ہے کہ اس کا علاج اس کے سوا کچھ نہیں کہ زندگی کے رُخ کو بدلا جائے اور ان زنگ آلود جواہرات کو صیقل کیا جائے اگر معیار زندگی کو نہ بدلا گیا تو اپنے مٹے ہوئے نشانات کا پانا دشوار ہوگا۔ جب دیکھنے والی نگاہیں نہ ہوں گی تو دکھائی کیسے دیں گی؟ اگر کوئی بتانے والا بتائے گا بھی تو دل اس کو قبول نہ کرے گا۔ اگر دل پر بھی جبر کر لو گے۔ تب بھی سخت دشواریوں کا سامنا ہوگا۔ دونوں نظریات بالکل متخالف اور متضاد ہیں۔ دو متضاد چیزوں کا جمع ہونا محال، اس لئے قدم قدم پر ٹکراؤ ہوگا اور سخت مشکل اور کشمکش پیش آئے گی۔

پس سہل ترین تدبیر یہی ہے کہ اس نظریۂ زندگی کو چھوڑا جائے اور اسلامی نظریات کو اختیار کیا جائے پھر بھلائی اور برائی کی اصلی حقیقت واضح ہوگی۔ اور طبیعت خود بخود بھلائی کی خوگر اور برائی سے متنفر اور بیزار ہوگی۔ اس کے لئے بڑے ایثار اور قربانی کی ضرورت نہیں نہ جاگیروں اور زمینوں کو چھوڑنا ہوگا نہ ملازمتوں اور تجارتوں کو برباد کرنا ہوگا نہ مال و زر کا صرفہ ہوگا نہ کوئی محنت و مشقت کا کام صرف دل کی دنیا کو بدلنا ہے۔ اور نیت اور ارادہ کو ٹھیک کرنا ہے۔ جو کام طبعی خواہش کے تقاضے سے کیا جاتا ہے وہی کام خدا کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کے حکم کے موافق کرنا ہوگا۔ کام ایک ہی کرنا ہے اگر نفس کے تقاضے سے کیا جائے اور خدا کے حکم کی پروا نہ کی جائے تو سرکشی اور

کفران ہے۔ اور خدا کے حکم سے خدا کی رضا کے لئے کیا جائے تو بندگی اور عین ایمان ہے۔

اب ہم عبادت بھی کرتے ہیں تو اس میں نفسانی اغراض شامل ہوتی ہیں۔ پھر حکمرانی اور جہانبانی بھی کریں گے تو یہ بھی خدا کی رضا کے لئے ہوگی اور عین عبادت ہوگی۔ کام کچھ مشکل نہیں بس ذرا سا دل پر جبر کرنا ہے اور اس کے رُخ کو سیدھا کرنا ہے بالفاظ دیگر خودی کو چھوڑنا اور خدا کا ہو جانا۔

اصلاحی تدابیر

ہر کام خواہ کتنا ہی معمولی اور سہل ہو ابتدا میں کچھ دشواریاں رکھتا ہے۔ انسان خواہ کتنا ہی سختیوں کا خوگر ہو چکا ہو پھر بھی اسے ہر نیا کام دشوار نظر آتا ہے اور یہ دشواریاں درحقیقت اس کے ارادہ اور ہمت کی کمزوری کا عکس ہوتی ہیں۔ اگر ارادہ میں کوئی پختگی ہو تو پھر کوئی دشواری، دشواری نہیں۔ اس لئے ابتدا کام میں دشوار گذار گھاٹیاں نظر آئیں گی اور راستہ روکیں گی۔ مگر صبر اور استقلال اور ارادہ کی پختگی سب کو دھواں بنا دے گی اور راستہ سہل اور صاف ہو جائے گا۔ انسان کی اصل فطرت نیکی اور نیک روی ہے۔ مگر بدی کے پورے جذبات بھی اس میں پائے جاتے ہیں جن کو ابھارنے کے لئے دو قوتیں نفس و شیطان پیدا کئے گئے پھر ان دونوں قوتوں کے مقابلہ اور اصل فطرت کے نشوونما کے لئے ایک زبردست قوت انسان کو عطا کی گئی ہے۔ اور وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا محکم یقین و اذعان ہے۔ تو گویا یہ کلمہ اصل فطرت کے ابھار اور نشوونما کے لئے مقناطیسی آلہ بھی ہے اور غیر فطری جذبات کے دفعیہ اور نفس و شیطان کے مقابلہ کے لئے فولادی ہتھیار بھی ہر وقت اس کے سامنے سرنگوں، پس جو اس قوت کے ساتھ جس قدر وابستہ ہو گیا اسی قدر ابھرا۔ بڑھا اور چمکا۔ اور دنیاوی قوتیں اس کے روبرو زیر ہوئیں اور جو اس قوت کے مدمقابل آیا پاش پاش ہوا۔

اس کلمہ کے یقین کو دل میں پیدا کرنا ہے اور اس حد تک پیوست کرنا ہے کہ رگ و ریشہ میں سما جائے پھر انسان کی زندگی کا نرالا دَور شروع ہوتا ہے اور وہ پرواز نصیب ہوتی ہے کہ ہفت افلاک بھی زیر دکھائی دینے لگیں۔

یہ ہے دل کی دنیا کا انقلاب جس کے لئے پہلے خفتہ دل کو جگانا ہوگا۔ سنگدل کو نرمانا اور گرمانا ہوگا۔ کچھ باتوں کو کرنا اور کچھ کو چھوڑنا ہوگا اور یہی فرق ہے مومن اور کافر کے درمیان۔ کافر چونکہ اس حقیقت کا منکر ہوتا ہے اس لئے بظاہر آزاد ہوتا ہے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ مومن چونکہ اس حقیقت پر یقین رکھتا ہے اس لئے اس کی حرکت و سکون حکم خداوندی کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور حکم خداوندی کے خلاف ایک قدم بھی اُٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتا اسی فرق کی جانب اس حدیث میں اشارہ ہے، الدنیا سجن للمؤمن وجنة للكافر یعنی دنیا مومن کے لئے بمنزلہ قید خانہ کے ہے اس لئے کہ اس کو ہر کام میں حکم خداوندی کی پابندی لازمی ہے اور کافر کے لئے بمنزلہ باغ و بہار کے ہے اس لئے کہ اس نے اپنے کو احکام خداوندی سے آزاد بنا رکھا ہے اور مجرم خود مختار بنا ہوا ہے۔

اب جبکہ اسلام اور کفر کے مقتضیات زندگی، تصورات اور اعمال سب جدا جدا ہیں۔ تو لامحالہ ہمیں کفر کی باتوں کو چھوڑ کر اسلام کی باتوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہونا ہے ورنہ نام اسلام کا ہوگا اور کفر کی رو میں بہ جائیں گے۔ کوشش اسلام کے عروج کی ہوگی اور فروغ کفر و فسوق کو ہوگا۔ العیاذ باللہ مختصر یہ کہ:۔

۱۔ ان تمام امور سے اجتناب کیا جائے جو فسوق و عصیان اور کفر و طغیان کی طرف کشش کرتے ہیں یعنی!

الف۔ ادبی رسالوں اور اخباروں کا مطالعہ بند کیا جائے جو دین سے بے ذوقی اور اخلاقی کمزوریاں پیدا کر رہے ہیں اپنے بچوں اور بچیوں اور متعلقین کو مخرب عادات کتابیں اور

رسائل پڑھنے سے باز رکھیں۔ اور ایڈیٹران رسائل سے باادب گذارش کریں کہ وہ اس قسم کے مضامین اور تصاویر شائع نہ کریں جن سے بچوں کے اخلاق پر بُرا اثر پڑے بطور احتجاج ان رسالوں کی خریداری اور سرپرستی بند کر دیں۔

ب۔ آلات لہو ولعب گراموفون ریڈیو وغیرہ کو بالکل ترک کر دیا جائے ورنہ کم از کم اتنا ضرور کیا جائے کہ ان کے ذریعہ فحش باتیں فحش گانے کانوں میں نہ پڑیں اور اس کے سُننے کے اوقات کو اسقدر محدود کر دیا جائے کہ اس کی وجہ سے اوقات ضائع اور پراگندہ نہ ہوں۔

ج۔ تھیٹر، سینما، بائسکوپ وغیرہ لغویات کو خود بھی چھوڑیں اور اپنے متعلقین اور احباب کو بھی ان کے دیکھنے سے منع کریں۔

د۔ فضول خرچی اور اسراف سے خود بھی بچیں اور اپنے گھر کے چھوٹوں اور بڑوں کو بھی بچائیں اور ایسی سادہ معاشرت اختیار کریں جس سے اسلامی شان اور اسلاف کا نمونہ نمایاں ہو۔

ر۔ عورتوں اور بچیوں سے نہ اسقدر غفلت برتیں کہ وہ بالکل بے شعور رہیں اور نہ ان کو اسقدر آزاد چھوڑیں کہ فتنہ بن جائیں بلکہ حدود شریعت اور حفاظتِ شرافت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کو مذہبی، اخلاقی خانگی تعلیم و تربیت میں مشغول رکھا جائے بے حجابی، بے حیائی اور آوارگی سے روکا جائے۔

۲۔ انسان کا طبعی تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی کام میں مشغول رہے اگر طبیعت کو مجبور کر کے اس کو اچھے مشاغل کا عادی بنا لیا جائے تو پھر وہ مشاغل اس کی طبیعت بن جاتے ہیں ورنہ طبیعت بے ہودہ مشاغل میں پھنس کر ان کی عادی ہو جاتی ہے یا پھر بے کاری کا مہلک مرض لاحق ہو جاتا ہے جس سے کم لوگ شفایاب ہوتے ہیں اس لئے بے ہودہ مشاغل کو چھوڑنے کی اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے کہ انسان اپنے کو زبردستی اچھے کاموں میں مشغول کرلے پھر رفتہ رفتہ طبیعت خود ان کی عادی ہو جائے گی اور ذوق صحیح پیدا ہو جائے گا مثلاً: الف۔ عبادت الٰہی میں مشغول رہنا ہر وہ کام جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے شریعت محمدیہؐ کے موافق انجام دیا جائے عبادت ہے چونکہ تمام دنیوی ضروریات خدا ہی کی لگائی ہوئی ہیں اور ان کو پورا کرنے کا انسان مامور بھی ہے اس لئے اپنی تمام ضروریات کو خدا کا حکم سمجھ کر شریعت محمدیہؐ کے موافق اور خدا اور رسولؐ کی رضا کے لئے پورا کرے۔

اگر سارا وقت اس طرح نہ گذار سکے تو کوشش کرے کہ دن رات میں زیادہ سے زیادہ اللہ اور رسولؐ کی رضا کے لئے شریعت کے موافق ادا ہوں اور رات کو سونے سے پہلے اپنے دن بھر کے کاموں کا محاسبہ بھی کر لیا کرے۔ اللہ اور رسولؐ کی رضا ایک ہی چیز ہے جس بات سے رسولؐ راضی اس سے خدا بھی راضی اور یہ رضا شریعت محمدیؐ اور سنتِ نبویؐ کے اتباع کے بغیر حاصل ہونا محال ہے۔

ب۔ فرائض خداوندی کو اہتمام اور عظمت کے ساتھ ادا کرنا۔ بالخصوص فرض نمازوں کو نہایت شغف و دلبستگی اور عظمت و وقعت کے ساتھ ادا کرنا۔ جس قدر نماز کی شیفتگی ہو گی اور وابستگی، اسی قدر فحش اور بُری باتوں سے نفرت اور بیزاری ہو گی۔ بشرطیکہ نماز کو نماز کی طرح ادا کرے، غفلت و مدہوشی سے اس کو ضائع نہ کرے۔

ج۔ کچھ وقت روزانہ ادب و احترام کے ساتھ کلام ربانی کی تلاوت کرے۔ اگر معنی سمجھ سکتا ہو تو معنی اور مفہوم پر غور کرے ورنہ مجبوراً بغیر سمجھے ہی وقعت وعظمت ادب و احترام کے ساتھ تلاوت کرے۔

د۔ کچھ وقت روزانہ درود و استغفار اور ذکر الٰہی میں بھی گذارے تا کہ اس نورانیت سے دل کا زنگ دُور ہو اور خفتہ دل غفلت و مدہوشی سے بیدار ہو۔

ر۔ مذہبی اور اخلاقی باتوں کو سیکھنا جس کی دو صورتیں ہیں:۔

اوّل: ایسے متقی پرہیزگار لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا جو پابندِ شریعت اور

(باقی ۲۲ پر)

علاماتِ قیامت

مسجدوں میں بلند آوازیں نکالنے کے متعلق رسولِ خدا کا ارشاد

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دِوَلًا وَالْاَمَانَۃُ مَغْنَمًا وَّالزَّکٰوۃُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَہٗ وَعَقَّ اُمَّہٗ وَاَدْنٰی صَدِیْقَہٗ وَاَقْصٰی اَبَاہُ وَظَھَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَۃَ فَاسِقُھُمْ وَکَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَھُمْ وَاُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَۃَ شَرِّہٖ وَظَھَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلَھَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِکَ رِیْحًا حَمْرَآءَ وَزَلْزَلَۃً وَّخَسْفًا وَّمَسْخًا وَّقَذْفًا وَّاٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْکُہٗ فَتَتَابَعَ۔
(رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کہ مالِ غنیمت کو دولت قرار دیا جائے گا (یعنی جب مالِ غنیمت کو امراء اور صاحبِ منصب لوگ دولت قرار دے کر خود لے لیں گے اور ضعیف اشخاص کو اس میں سے حصّہ نہ دینگے) اور جب امانت (کے مال) کو غنیمت شمار کر لیا جائے گا (یعنی جب لوگ امانت کے مال میں خیانت کریں گے اور اس کو مالِ غنیمت سمجھ لیں گے) اور جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے گا اور جب علم دین کے لئے نہیں بلکہ دنیا وغیرہ حاصل کرنے کے لئے سیکھا جائے گا۔ اور جب مرد عورت کی اطاعت کریگا (یعنی جو کچھ عورت کہے گی اس کو بجا لائے گا) اور جب (بیٹا) ماں کی نافرمانی کرے گا اور اس کو رنج دے گا اور جب آدمی دوست کو اپنا ہم نشین بناتے گا اور باپ کو دور کر دے گا۔ اور جب مسجدوں میں آوازیں بلند کی جائیں گی (یعنی زور زور سے آوازیں نکالی جائینگی) اور جب قوم کی سرداری قوم کا ایک فاسق آدمی کرے گا، اور جب قوم کے امور کا سربراہ قوم کا کمینہ اور ارذل شخص ہوگا۔ اور جب آدمی کی تعظیم اس کی برائیوں سے بچنے کے لئے کی جائے گی تاکہ کوئی نقصان نہ پہنچا دے) اور جب گانے والی عورتیں ظاہر ہوں گی اور جب باجے ظاہر ہوں گے اور جب شرابیں پی جائیں گی (یعنی علانیہ) اور جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو بُرا کہیں گے۔ اور ان پر لعنت کریں گے اس وقت تم ان چیزوں کے وقوع میں آنے کا انتظار کرو یعنی تیز و تند سرخ آندھی کا، زلزلہ کا، زمین میں دھنس جانے کا، صورتیں مسخ و تبدیل ہو جانے کا اور پتھروں کے برسنے کا اور ان پے در پے نشانیوں کا (جو قیامت سے پہلے ظہور میں آئیں گی) گویا وہ موتیوں کی ایک ٹوٹی ہوئی لڑی ہے جس سے پے درپے موتی گر رہے ہیں۔

بلند آواز کے متعلق صاحبِ ہدایہ کا فیصلہ

وفی النھایۃ شرح الھدایۃ المستحب عندنا فی الاذکار الخفیۃ الا فی ما تعلق باعلانہ

مقصود کالاذان والتلبیہ انتھی وصرح کثیر من الحنفیہ منہم صاحب الھدایۃ ان الجھر بالذکر بدعۃ والاصل فیہ الاخفاء والحاصل ان الجھر وان کان جائزالکن المفرط منہ منھی عنہ والسر افضل من الجھر الغیرا لمفرط ایضاً کیف والجھر المفرط یستلزم مفاسد منہا ایقاظ النیام ومنہا شغل قلوب المصلین وھو یقضی الی سھوھم ومنہا ترک الخشوع عمّا ینبغی الی غیر ذٰلک من المفاسد التی لاتحصٰی

ترجمہ: اور نہایہ شرح ہدایہ میں ہے ہمارے ہاں مستحب ذکر کرنے میں یہ ہے کہ آہستہ کیا جائے. ہاں جس جگہ خود اعلان مقصود ہو وہاں بلند آواز سے کیا جا سکتا ہے مثلاً اذان یا حج میں تلبیہ ۔ اور بہت سارے حنفیوں نے تصریح کی ہے ان میں صاحب ہدایہ بھی ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے اور ذکر میں اصل اخفاء ہے اور حاصل یہ ہے کہ جہر سے ذکر کرنا اگرچہ جائز ہے لیکن بہت زیادہ بلند آواز سے ذکر کرنا ممنوع ہے اور آہستہ ذکر کرنا تھوڑی بلند آواز کے ذکر کرنے سے بھی بہتر ہے ۔ کیونکہ بہت زیادہ بلند آواز سے ذکر کرنے میں بہت سی خرابیاں ہیں ۔ بعض ان میں سے سونے والوں کی نیند میں خلل ڈالنا اور بعض نمازیوں کے دلوں کو ادھر مشغول کر لینا اور ایسی صورت میں ان کی نمازوں میں سہو کا پیدا ہو جانا اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی کرنے کے خیال میں خلل پڑنا ـــــ ان کے سوا اور بہت سی خرابیاں ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا ۔

نوٹ : ہدایہ ہماری فقہ حنفی کی نصاب تعلیم میں سب سے آخری اور بڑی کتاب ہے اس کی شرح نہایہ ہے جس کا یہ حوالہ ہے اور صاحب ہدایہ کا بھی یہی فیصلہ ہے ۔

(مجموعہ فتاوٰی عبدالحئیؒ صـ ۲۷۴)

بقیہ : اصلاح معاشرت

متبع سنت ہوں جن کی مجالس جھوٹ، غیبت اور لوگوں کی برائیوں سے پاک ہوں اور دل اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہوں ۔ ایسی صحبت کیمیا تاثیر ہوتی ہے ۔ جو پتھر کو بھی سونا بنا دیتی ہے ۔ ایسی اگر صحبت نصیب نہ ہو تو بری صحبت سے پرہیز ضروری ہے ۔ برائی جلد اثر کرتی ہے اور دیرپا ہوتی ہے ۔

دوسرے : مذہبی، علمی، اخلاقی، تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، سیرت اخلاق و تصوف کی معتبر اور مستند کتابوں کا خود بھی مطالعہ کرے اور اپنے متعلقین اور گھر والوں کو اس کی ترغیب دے، جب تک کہ مصنف کی دیانت، امانت، تقویٰ پر اور صلاحیت پر پورا اعتماد نہ ہو اس کی کتاب کا مطالعہ خطرناک غلطی ہے ۔ کتاب مصنف کے اثرات اور خیالات کا آئینہ ہوتی ہے اور انہی اثرات اور خیالات کو دل و دماغ میں بٹھاتی ہے ۔ بالخصوص مذہبی کتابوں میں ان زہریلے اثرات سے بچنے کی زیادہ ضرورت ہے ۔

مذہبی کتابوں کا مطالعہ تفریح طبع یا وقت گذاری کے لئے نہ ہو بلکہ اس لئے ہو کہ خدا اور رسولؐ کے احکام معلوم ہوں اور اس کے مطابق عمل ہو، تاکہ پوری زندگی شریعت محمدیہؐ کے سانچے میں ڈھل جائے اور اسلام کا مجسّم نمونہ بن جائے ۔

یہ چند باتیں اسلام اور مسلمانوں کی ترقی اور عروج کا اصلی زینہ ہیں ۔ اگر اس پر خود چلنے اور دوسروں کو چلانے کی کوشش کی گئی تو قوی امید ہے کہ بہت جلد منزل مقصود پا لیں گے اور وہ تمام خرابیاں جن سے مسلمان تباہ و برباد ہو رہے ہیں اور آفتاب اسلام ماند پڑ رہا ہے ۔ خود ہی ملیامیٹ ہو جائیں گی، انشاءاللہ تعالیٰ ۔ مگر اس کے لئے کچھ قربانی دلسوزی اور جانبازی درکار ہے تاکہ از سرِ نو امتِ مسلمہ کا رخ سیدھا ہو اور وہ انقلاب عظیم رونما ہو جائے جس نے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے سوئی دنیا کو جگایا تھا ۔

ؔ جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی
روحِ امم کی حیات کشمکش انقلاب
(اقبالؒ)

غیرت مومن کا شعار ہے

محمد شفیع عمرالدین (میرپور خاص سندھ)

حضرت شیخ مولانا نصر بن محمد سمرقندی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ "مومن کو چاہیئے کہ وہ غیرت مند ہو ۔ اور کسی فاحش اور بے حیائی کی بات پر کبھی بھی خوش نہ ہو ۔"

اگر اسے کسی مرد یا عورت کے بارے میں کسی فاحش یا بیحیائی کی بات معلوم ہو اور اگر اسے طاقت ہو تو وہ اس برائی کو اپنی طاقت سے روکے ۔ اگر اس میں (اپنے ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہو) تو اپنی زبان سے منع کرے اگر اس میں (زبان سے منع کرنے کی) طاقت نہ ہو تو دل سے اس برائی کو برا جانے ۔

(ف) منکرات و غیر شرعی باتوں کی تغییر و تبدیل کرنا ایمان کا ایک شعبہ ہے ۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو شخص تم سے کوئی چیز منکر (خلافِ شرع) دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ وہ (اپنے ہاتھ کی طاقت کے ذریعہ) اس کو بدلے (اور عملی طاقت سے مقابلہ کرے) اور اگر اس کی ہمت نہ ہو تو پھر) زبان سے اس کی مخالفت کرے اور مقابلہ کرے ۔ اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو دل میں اس کا عزم کرے کہ جب طاقت ہوگی تو مقابلہ کرونگا یا دل میں اس منکر کو برا سمجھے ۔ (اور قلبی اذیت و تکلیف محسوس کرتا رہے جیسا کہ منکراتِ طبع پر انسان کو ناگواری ہوا کرتی ہے) یہ ہے کمزور ایمان ۔ (مسلم شریف)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ .

الغیرۃ من الایمان والمذا من النفاق ۔

ترجمہ : غیرت ایمان کا جزو ہے اور بے غیرتی نفاق کی علامت ہے ۔ (۱۲)

اگر کوئی شخص اپنی اہلیہ کے ساتھ کسی غیر محرم مرد کو دیکھے اور اس برائی پر خاموش رہے اور خوش رہے تو یہ بڑی بے غیرتی کی بات ہوگی ۔

نیز اگر (کسی تقریب اور کسی دوسری جگہ پر) غیر محرم مردوں اور عورتوں کا مجمع ہو اور اس موقع پر کوئی شخص اپنی بیوی کو غیر محرم مردوں کے ساتھ چھوڑ کر خود وہاں سے چلا جائے تو یہ بھی بڑی بے غیرتی کی بات ہے ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص غیرت مند نہ ہو وہ بڑا ہی بدبخت ہے ۔ کیا کوئی شخص ایسا بے غیرت ہو سکتا ہے کہ اس کی بیوی گھر سے باہر بازار میں یا غیر محرم مردوں کی مجلس میں آمد و رفت رکھے ۔ اور ان سے متزاحم ہو (ان کے دھکے کھائے ؟ یقیناً ایسا نہ ہونا چاہیئے ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (اس قدر غیرت مند تھے) کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر (خدانخواستہ) میں اپنی زوجہ کو غیر محرم کے ساتھ دیکھ لوں تو اس شخص کی گردن اڑا دوں ۔ یہ بات جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپؐ نے حضرات صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ آپ سعدؓ کی غیرت پر تعجب کرتے ہو؟ (حالانکہ) کہ اللہ تعالےٰ کی قسم میں سعدؓ سے بھی زیادہ غیرتمند ہوں اور اللہ تعالےٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ نے ظاہر اور باطن کی بے حیائی اور بے غیرتی کو حرام کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوگو! تمہاری یہ بات مجھ تک پہنچی ہے کہ تمہاری عورتیں گھروں سے باہر نکلتی ہیں اور وہ غیر محرم مردوں سے متزاحم ہوتی ہیں (راستہ میں چلتے ہوئے ان کے دھکے کھاتی ہیں) اللہ تعالیٰ ایسے مومن مردوں کو رسوا کرے جو اپنی مستورات کے بارے میں غیرت والا نہیں ہے۔

ایسے بے غیرت لوگ اللہ تعالےٰ اور اس کے (حضرت) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نہایت ہی بُرے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیوث مرد اور دیوث عورت پر اللہ تعالےٰ کی لعنت فرمائی ہے۔

(یاد رہے کہ) دیوث مرد وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ (غیر محرم) مردوں کی بے حیائی کی باتوں پر راضی ہو۔ اور دیوث عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کی غیر عورتوں کے ساتھ بے حیائی کی باتوں پر راضی ہو (اللہ تعالےٰ ایسی بے غیرتی سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور غیرتِ اسلامی سے آراستہ کرے۔

(ترجمہ از بستان العارفین)

حکمرانوں کے دیندار ہونے میں مخلوق کی بھلائی ہے

حضرت سیدنا و مرشدنا و مولانا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"چونکہ بادشاہوں کا احسان تمام مخلوق (رعایا) پر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس حکم کی موجودگی میں کہ: لوگوں کی فطرت میں یہ چیز سمائی ہوئی ہے کہ جو شخص اس پر احسان کرے وہ بھی اسے محبوب رکھیں۔ اس لئے لوگوں کے دل اپنے محسن بادشاہوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ ناچار جس قدر ان کا احسان ہوتا ہے اسی قدر اس محبت کے رابطہ کی وجہ سے بادشاہوں کے "خیر و شر" اور "صلاح و فساد" کے "اطوار و اخلاق" لوگوں میں سما جاتے ہیں۔ اسی حقیقت کے بارے میں یوں کہا گیا ہے۔ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ۔ (لوگ اپنے بادشاہوں کے طور و طریقے پر ہوتے ہیں)

گذشتہ زمانے کے حالات اس قول کی تصدیق کرتے ہیں۔

اب جبکہ حکومت میں انقلاب آگیا ہے اور دینداروں پر عداوت کی تیزی ختم ہو چکی ہے اس لئے "ائمۂ اسلام" (اسلام کے پیشواؤں) میں سے صدورِ عظام و علماء کرام (حکام اور علماء) پر لازم ہے کہ وہ اپنی ساری ہمت

روشنیٔ شریعت

کو رائج کرنے میں صرف کر دیں۔

اول اسلام کے شکستہ ارکان کو برپا کریں کیونکہ تاخیر میں بھلائی نہیں ہوتی۔ اور غریب (دینداروں) کے دل اس تاخیر سے گھبراہٹ میں ہیں۔ گذرے ہوئے زمانہ کی سختیاں ابھی مسلمانوں کے دلوں میں قائم ہیں مبادا ان کی تلافی نہ ہو سکے اور اسلام کی غربت لمبی ہو جائے۔

جب بادشاہ میں سنت مصطفوٰیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رائج کرنے کی گرمی نہ ہو اور اس کے مقرب بھی اس بارے میں اپنے آپ کو اس کام سے دور رکھیں اور اپنی چند دن کی زندگی کو عزیز جانیں تو اہل اسلام کے (دیندار) فقیروں پر یہ کام بہت ہی "تنگ و تاریک" ہو جائے گا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ (البقرہ۔ آیت ۱۵۶)

ترجمہ: ہم تو اللہ کے ہیں۔ اور ہم اس کی طرف لوٹ کر جانے

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ——— مدیر

الکفار الملحدین فی ضروریات الدین

از: حضرت الشیخ العلام السید انور شاہ الکشمیری قدس اللہ سرہ العزیز

قیمت ۳۰/۰ روپے

ملنے کا پتہ: دارالکتب علمیہ اکوڑہ خٹک پشاور

ضروریاتِ دین پر ایمان لازم و ضروری ہے ان میں سے کسی ایک چیز کا انکار بھی کفر ہے۔ علماء متقدمین و متاخرین نے اپنے اپنے زمانہ میں اس عنوان پر لکھا اور اس حوالہ سے جو نیا شوشہ اٹھا اس پر امت کی رہنمائی کر کے اہل زیغ و ضلال کی دسیسہ کاریوں سے امت کو بچایا۔ (شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم) بقول مولانا بنوری قدس اللہ سرہ العزیز امام غزالی رحمہ اللہ تعالےٰ کی کتاب "فیصل التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ" اس ضمن میں انتہائی لطیف کتاب ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نہ صرف ضروریاتِ دین کا انکار کفر ہے بلکہ ان میں تاویل بھی کفر ہے ——— کیونکہ بہت سے فتنے ایسے ہو گذرے ہیں جو ان ضروریات کے معاملہ میں بظاہر وہی روش اختیار کرتے ہیں لیکن ان کی حقیقت میں تاویل کا ارتکاب کر کے امت سے الگ راہ اختیار کرتے ہیں ——— اس دور آخر کے ایک شدید فتنہ سے ہمارا پالا پڑا۔ یہ فتنہ ہے مرزا غلام احمد کادیانی کا ——— جسے انگریز سرکار نے پالا پوسا اور بالآخر اس سے دعوائے نبوت کرایا، مرزا صاحب اور ان کے اندھے مقلدین و تبعین دنیا کو یہ باور کراتے ہیں کہ ہمارا توحید پر، رسالت پر، ختم نبوت پر، قرآن پر، الغرض ہر بنیاد پر ایمان ہے تو پھر ہم کافر کیوں ہیں؟ یہ ہے وہ اصل دھوکہ اور فریب، جو قادیانی دیتے ہیں اور ان کے مفت کے وکیل (جیسے ہمارے دور کے م۔ش (؟) نام کے ایک نام نہاد صحافی ہیں) بھی یہی بے سرے راگ گاتے ہیں۔

حضرت امام العصر محدث کاشمیری قدس سرہٗ اس اعتبار سے مجدد وقت تھے کہ انہوں نے اس فتنہ کو بھانپا۔ اپنے شاگردان عزیز کی ایک جماعت کو اس کے استیصال پر لگایا۔ مجلس احرار اسلام کی بھرپور سرپرستی کی۔ حضرت امیر شریعت قدس سرہ کو امیر شریعت بنایا اور آخر میں بہاولپور کے مقدمہ میں شدید تکلیف کے باوصف پیش ہو کر مرزائیت کے تابوت میں آخری میخ گاڑی۔ شاہ صاحب نے لوگوں کے مغالطوں کا جواب دینے کے لئے یہ نہایت ہی فاضلانہ کتاب لکھی۔ جس میں متعدد علمی مسائل پر ٹھوس مواد ہے اور جدید فلاسفر و ملاحدہ کے عقلی اشکالات کا جواب ——— وقت کے اکابر علماء مولانا مفتی عزیز الرحمٰن مولانا خلیل احمد، مولانا مفتی کفایت اللہ مولانا تھانوی اور مولانا عثمانی وغیرہ قدس اللہ اسرارھم نے اس کتاب کی تائید و تصویب فرمائی اور پھر یہ چھپی ——— اکوڑہ خٹک کے نوخیز ادارہ علمی نے اس کا خوبصورت عکسی ایڈیشن چھاپ کر بڑا احسان کیا ہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ ———

ضرورت ہے کہ اس کا اردو ترجمہ جو ہمارے خیال میں ہو کر چھپ بھی چکا ہے۔ بارِ دگر چھاپا جائے تاکہ دورِ حاضر کے جدید تعلیم یافتہ حضرات اس سے استفادہ کر سکیں اور قادیانی فتنہ سامانیوں کا مؤثر جواب دے سکیں ——— ہماری دعا ہے

رب العزت اس ادارہ کو ٹھوس علمی خدمت کی بیش از بیش توفیق و ہمت دے۔

سیرت النبیؐ — معلومات کے آئینے میں

از: زاہد حسین انجم
قیمت: ۵۰/۷
ملنے کا پتہ: نذیر سنز بھاٹی اردو بازار لاہور

اردو بازار لاہور میں نذیر سنز کے نام سے واقع مکتبہ کے مالک محنتی اور انتھک آدمی ہیں۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد وہ کوئی نہ کوئی نئی کتاب ضرور چھاپتے ہیں — ابھی حال ہی میں انہوں نے زاہد حسین صاحب انجم کی یہ کتاب چھاپی ہے جو ۱۰۲ صفحات پر مشتمل ہے انداز کتابت و طباعت اچھا ہے قیمت مناسب ہے — رہ گیا مسئلہ نوع مضامین کا، تو نام سے ظاہر ہے کہ اس میں تذکرہ ہے اس بابرکت انسان کا، جو وجہ تخلیق کائنات ہے جو نبی مرسل امام معظم، قائد انسانیت اور خاتم النبیین ہونے کے شرف سے سرفراز ہے، جس نے انسانیت کا رُخ بدلا، اسے شرافت و نیکی کا راستہ دکھایا — لیکن زاہد صاحب نے کمال یہ کیا کہ سوال و جواب کا انداز اختیار کیا ۸۰۰ سوالات ہیں اور جوابات، ۲۳ جلی عنوانات ہیں، ہر عنوان کے تحت سیرت رسولؐ کے ضمن میں ضروری باتیں سوالاً جواباً درج ہیں — سینکڑوں سیرت کی کتابوں کا نچوڑ و خلاصہ اس کتاب میں ہے — کیا بچہ کیا بڑا، ہر کوئی اس سے بھرپور استفادہ کر سکتا ہے۔ اور پوری سیرت پاک کو آسان لفظوں میں ذہن میں جما سکتا ہے — یہ انتہائی لائق قدر تحفہ ہے۔ ناشر و مصنف دونوں لائق تبریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس محنت کا بے پایاں اجر دے۔

پاکستان اسٹیٹ آئل ریویو
خصوصی سیرت نمبر

سٹیٹ آئل کارپوریشن کا مجلہ پیش نظر ہے یعنی جلد ۶ شمارہ ۱۲ بابت ماہ دسمبر ۱۹۸۳ء — خصوصی سیرت نمبر کے عنوان سے سالہائے گذشتہ کی طرح اس مرتبہ بھی منتظمین نے یہ اہتمام کیا ہے — کتابت و طباعت، کاغذ، گٹ اپ سب خوب سے خوب تر ہیں۔ معنویت کے لئے حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کا نام نامی سب سے بڑی سند ہے۔ مضامین نہایت قیمتی اور وسیع، معلومات افزا اور ذمہ دار اہل قلم کے، ایک مسلمان کے لئے سیرتِ رسولؐ عظیم سرمایہ ہے۔ اس سے اپنے نبی محترم کی زندگی سامنے آتی ہے۔ عقائد کی اصلاح ہوتی ہے جذبہ عمل ابھرتا ہے — خوش قسمت و خوش نصیب ہیں وہ حضرات جو ثنا خوان محمدؐ ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں — ہم اس خصوصی نمبر پر منتظمین کو مبارک پیش کرتے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے دعا گو ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ ارباب نظر اس کا بھرپور خیر مقدم کریں گے۔

ملنے کا پتہ: اشتیاق عسکر صاحب ایڈیٹر پاکستان اسٹیٹ آئل ریویو۔ ۵۵ حور مارکیٹ ناظم آباد ۲ کراچی ۱۸۔

پروگرام

حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ

---

۱۰ اپریل بروز منگل تحصیل شکر گڑھ کے تبلیغی دورے پر روانہ ہو رہے ہیں۔ رات بعد نماز عشاء مجلس ذکر اور خطاب قیام بمقام بھٹیاں تحصیل شکر گڑھ

۱۱ اپریل بروز بدھ ۱۱ بجے صبح روانگی برائے شہر۔ نماز ظہر میر پور نزد نور کوٹ چھاؤنی ۳ بجے تحصیل شکر گڑھ کے علماء سے ملاقات۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد مکی مجلس ذکر شہر شکر گڑھ بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس سے خطاب